*IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN*
*(APPELLATE JURISDICTION)*

***PRESENT***
*MR.JUSTICE IFTIKHAR MUHAMMAD CHAUDHRY, HCJ*
*MR.JUSTICE SARDAR MUHAMMAD RAZA KHAN*
*MR.JUSTICE MIAN SHAKIRULLAH JAN.*
*MR.JUSTICE NASIR-UL-MULK.*

***HUMAN RIGHTS CASE NO. 5840 OF 2006.***
*(Appliction by Nasir Iqbal Ansari)*
*Advocate High Court.*

*On Court Notice:* *Mr.M.Akram Ch, Addl. Secy. Education.*
*Dr.Iftikhar Baig, Chairman PBCC/BISE.*
*Mr.S.Imtiaz Baber, Asstt. Secy, IBCC.*

*Date of hearing :* *02.11.2007*

## ***ORDER***

*The petitioner/complainant has not received reply filed by the Education Department. The Additional Secretary of the Education Department is directed to handover copy of the reply in the due course.*

2. *Adjourned to 18th November,2007.*

*Islamabad*
*November 2,2007.*
*Sherazi/**

**IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN**
(Appellate Jurisdiction)

**PRESENT:**
MR. JUSTICE FAQIR MUHAMMAD KHOKHAR
MR. JUSTICE MUHAMMAD AKHTAR SHABBIR
MR. JUSTICE SYED SAKHI HUSSAIN BUKHARI

**HUMAN RIGHTS CASE NO. 5840/2006**
(Application by Nasir Iqbal Ansari)Advocate High Court

| | |
|---|---|
| Appellant : | In person |
| On Court notice: | Shama Zia, Deputy Secretary, Govt. of the Punjab, Education Department, Civil Secretariat, Lahore)<br>Mr. S. Imtiaz Baqir, I.B.C.C.<br>Dr. Manzoor Hussain, Assistant Secretary.<br>Qazi M. Amin, Additional Advocate General |
| Date of hearing: | 12.12.2007 |

**ORDER**

**FAQIR MUHAMMAD KHOKHAR, J.-** We have pursued letter No.SO(Boards)12-8/2005, dated 12th May, 2007 and Notification No.SO(Boards)12-8/2005, dated 16th November, 2007 showing that the private candidates have been allowed to appear in the Secondary School Certificate Examinations in Science and other practical subjects under composite examination system in 2008. The petitioner does not appear to be satisfied with the stance taken by the Education Department. Therefore, we would direct the Special Secretary, Government of the Punjab (Higher Education Wing) Education Department, Lahore to afford personal hearing to the petitioner on 17.12.2007 and ~~may~~ take such further action as he may deem appropriate. This petition is disposed of with the above directions.

Islamabad
12.12.2007
Iqbal Naseer

Not approved for reporting.

2006 جون 16

محترم جیف جسٹس آف پاکستان

سپریم کورٹ آف پاکستان بلڈنگ، اسلام آباد

5840

## سیکنڈری اسکول درجہ کے بچوں پر سائینسی علوم کی تحصیل پر پابندی

انٹر میڈیٹ درجات کے لیے سائنسی علوم کی تحصیل پر تو پاکستان بننے کے ساتھ ہی کئی پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں جن میں انگریزی زبان میں جوابات دینے کی پابندی کے ساتھ ساتھ ضروری قرار دیا گیا کہ طالب علم بطور ' ریگولر اسٹوڈنٹ ' کسی سرکاری یا بورڈ سے الحاق یافتہ ادارے سے وابستہ ہو۔ بدقسمتی سے یہ پابندی آج تک چلی آ رہی ہے۔ پچھلے تین سال سے اسی طریق کار اور پابندی کو ہائی اسکول طلباء پر بھی عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مکروہ عمل کی پیچھے یقیناً ایسے لوگوں کے شیطانی دماغ ہیں جنہوں نے تعلیم و تعلم کے شعبے کو کاروبار اور انڈسٹری بنا رکھا ہے۔

عنوان بالا میں مذکور تعلیمی پابندی پر تحریر ہذا میں ظاہر تند و تلخ جذبات و خیالات راقم کے اپنے نہیں بلکہ ایک ایسے باپ کی ذہنی حالت کے عکاس ہیں جس کا بچہ ایک ایسے غیر الحاق یافتہ اسکول کا طالب علم ہے جسے محکمہ تعلیم کے لوگ '' ناجائز و غیر قانونی '' ٹھہراتے ہیں۔ بچہ نہم جماعت میں سائینس کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن محکمے کے قوانین کے سامنے اسکول والے بے بس ہیں۔ بچہ کیا کرے؟ اس کا کیا قصور ہے؟ اس معاملے میں باپ اور بچے کی بے بسی دیکھی نہیں جاتی۔ اس تحریر میں وہ بددعائیں شامل نہیں کی جا سکیں جو ایسے بچوں کے ماں باپ ان لوگوں کو دیتے ہیں جن کی وجہ سے اس قسم کی نامعقول فیصلے کیے جاتے ہیں اور بچوں پر حصول علم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس قسم کے فیصلے کرنے والوں کو بھی علم ہے کہ یہ پابندی ناجائز ، غیر قانونی اور غیر آئینی ہے اس لیے وہ تعلیمی سال کے شروع میں تو اس پابندی کے نفاذ کا اعلان کر دیتے ہیں اور تعلیمی سال کے اختتام پر جبکہ بچوں کی رجسٹریشن ہو چکتی ہے اور امتحانی داخلہ جانے والا ہوتا ہے اس پابندی کو ایک سال کے لیے مؤخر کرنے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ کاروباری تعلیمی مافیا کو فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن ان کے اس عمل سے ہزار ہا بچے سائنسی تعلیم سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔

تعلیمی معاملات میں بااختیار بے ضمیر اور مجرم ضمیر افراد کے لیے ایسا انداز تحریر یقیناً تکلیف کا باعث ہوگا اور اس کا مقصد بھی یہی ہے۔ توقع تو نہیں ہے کہ طریقہ تعلیم اور معیار تعلیم میں حد درجہ گراوٹ کے حقیقی ذمہ دار لوگ کچھ شرم اور غیرت سے کام لیں کہ ان کو اللہ تعالی نے بلند اوصاف اور اعلی کردار سے تہی دست رکھا ہے۔ بہر حال تمام بااختیار و اقتدار افراد تک یہ تحریر پہنچانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب سوچیں کہ ہم کہیں ان لوگوں میں سے تو نہیں جنہیں آئینہ دیکھتے ہوئے حقیقی شکل کے بجائے باطنی شکل دیکھنے کا مشورہ دیا گیا ہے

نہ معلوم میں نے کن جذبات کے زیر اثر اس تحریر کو آپ تک پہنچانے کا سوچا ہے۔ آپ کا وقت انتہائی قیمتی اور ایسے معاملات کے لیے ہے جو پاکستان کے وجود اور تحفظ کے لیے ہیں۔ لیکن بس دل چاہا کہ اسے آپ تک بھی پہنچا دوں۔ کاش کہ ہم اس ملک کے معصوم بچوں کی طرف سے عائد ہونے والا ایک ایسا فرض ادا کر سکتے جو ان بچوں کی جانب سے ہم تمام بڑوں پر عرصہ دراز سے واجب الادا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو منصفانہ اور معقول فیصلے کرنے کی توفیق اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین !


مخلص : **ناصر اقبال انصاری**

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

66 گارڈن بلاک ، گارڈن ٹاؤن لاہور۔ فون 0321-4742369

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے ۔

(2)

مورخہ ۱۵ جون ۲۰۰٦

اے تعلیمی معاملات میں بااختیار و بااقتدار ( معزز و محترم ؟ ) حضرات ،

## بچوں پر حصول تعلیم کی پابندی؟

بالآخر آپ کے خبث باطن نے پاکستان کے بچوں پر ان کی پسند اور میلان طبع (aptitude) کے مطابق تعلیم حاصل کرنے پر پابندی عائد کر ہی دی۔ کیا آپ پاکستان کے بچوں پر تعلیم حاصل کرنے پر پابندی عائد کر سکتے ہیں ؟

آپ کو یہ اختیار کس آئین ، کس قانون ، کس دین ، کس اخلاق نے دیا ہے؟

میں آپ سب کی توجہ پاکستان کے بچوں کے ایسے تعلیمی ، معاشی ، معاشرتی ، قانونی اور آئینی حق کی جانب دلانا چاہوں گا جسے اپنے ملک کے سرکاری تعلیمی مافیا یعنی " محکمہ تعلیم اور ثانوی تعلیمی بورڈز " مل کر غصب کر چکے ہیں۔ اور وہ ہے پاکستان کے بچوں کو ان کی مرضی اور پسند کی تعلیم حاصل کرنے کا حق۔ ہوا یہ کہ بچوں پر سائینس کے علوم کی تحصیل پر اس انداز میں پابندی لگا دی گئی کہ صرف سرکاری یا کسی نہ کسی تعلیمی بورڈ سے الحاق یافتہ اسکول کا بچہ ہی نہم دہم جماعت کا امتحان سائینس مضامین میں دے سکے گا۔

کیوں بھئی ؟ آپ کسی لاکھوں ایسے بچوں کو سائینس کی تعلیم حاصل کرنے سے کیوں محروم کر رہے ہیں جو کسی مجبوری کی بناء پر کسی سرکاری یا الحاق یافتہ اسکول کے طالب علم نہ ہوں بلکہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہزاروں غیر الحاق یافتہ (بقول آپکے ' غیر قانونی اور ناجائز ') چھوٹے سے سستے اسکولوں کے طالب علم ہوں لیکن اپنی ذاتی محنت اور قابلیت سے ہوسکتا ہے کہ بورڈ میں کوئی پوزیشن ہی لے سکتے ہوں۔

آخر اس رکاوٹ اور پابندی لگانے کا مقصد کیا ہے؟

- کیا اس کا مقصد زیادہ سے زیادہ اسکولوں کو ثانوی تعلیمی بورڈوں سے الحاق پر صرف اس لیے مجبور کرنا ہے کہ ان بورڈز میں بیٹھے ہوئے کچھ بھیڑیا خصلت اور سور کھانے کے عادی لوگ الحاق کے درخواست کنندگان سے لاکھوں روپیہ رشوت مانگ سکیں؟

(تعلیمی حلقوں میں مشہور ہے کہ لاہور بورڈ کا کوئی افسر جو اپنے آپ کو کسی ڈوگرا فوج کا سالار سمجھتا ہے اسکولوں کے الحاق کے درخواست کنندگان سے کم از کم ایک لاکھ روپیہ رشوت یہ کہہ کر طلب کرتا ہے کہ کیونکہ وہ اس رقم سے صوبائی وزیر تعلیم کے تمام سیاسی اخراجات اٹھانے سمیت سیکریٹری تعلیم پنجاب اور وزیر اعلی پنجاب کو بھی اس میں سے حصہ پیش کرتا ہے لہذا یہ تو سائل کو دینا ہی پڑے گا۔ وہ اس معاملے میں مذکورہ بالا بااقتدار و بااختیار افراد سے اپنے روابط اور اپنی مضبوطی کی مثال لاہور بورڈ میں اپنی مدت تعیناتی میں توسیع لینے کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ بھلا سوچیے کیا اتنے بااختیار اور باوقار لوگ اس کے ساتھ حرام کے مال میں چند ہزار کی حصہ داری کریں گے ؟)

- یا اس کا مقصد زیادہ سے زیادہ اسکولوں کو الحاق پر مجبور کر کے تعلیمی بورڈز کی آمدنی میں اضافہ کرنا ہے؟
- یا اس کا مقصد " تعلیم فروشوں کی مافیا " سے متعلق مکروہ شکل و کردار لوگوں کی حرام آمدنی میں اضافہ کرنا ہے ؟

(اس مافیا میں مرکز اور ہر صوبے کے تعلیمی محکمہ جات ، ثانوی تعلیمی بورڈز اور پرائیویٹ سیکٹر سے وہ مکروہ کردار اور شیطان صفت لوگ شامل ہیں جنہوں نے پیسہ کمانے کے چکر میں اس ملک

میں آج تک ایک جیسا تعلیمی نصاب مرتب نہیں ہونے دیا اور اسکولوں میں ' اردو اور انگلش میڈیم ' اور '' منظورشدہ اور الحاق شدہ '' کا چکر چلا دیا۔ ان بھٹو کے حرام گدھوں نے اپنے دائرہ اختیار سے باہر تعلیمی اداروں کو '' ناجائز اور غیرقانونی '' قرار دیا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کوئی تعلیمی ادارہ کیونکر ناجائز اور غیرقانونی ہوسکتا ہے ؟ اے معاشرے کے باعزت اور سمجھدار لوگو ' بتاؤ کہ تعلیم دینے کا کوئی عمل خواہ وہ کسی بھی سطح اور سائز کا کیوں نہ ہو، کسی چھوٹے سے مکان میں ہو یا کسی عالیشان عمارت میں کسی بہتی ہوئی کشتی میں ہو یا کسی اونٹ کے کجاوے پر کیا وہ ناجائز ، غیرقانونی اور غیراخلاقی ہوسکتا ہے ؟ )

کیا محکمہ تعلیم کے پاس کوئی '' قانونی یا اخلاقی جواز '' اپنی اس '' تعلیم کش '' حرکت کے لیے ہے؟ اور اب جب کہ ان مکروہ خصلہ و کردار مردار خور بھیڑیوں کی تھوتھنیاں لمبی ہوکر چھوٹے چھوٹے معصوم طالب علم بچوں کی گردنوں تک آ پہنچی ہیں تو ...... کوئی ہے جو اس ملک اور اس کے معصوم بچوں کے مفاد میں اس کا نوٹس لے کہ کس قانون کے تحت بے شمار بچوں کو ان کی پسند اور میلان طبع کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے آئینی حق سے محروم کیا گیا ہے؟ اور ایسا کیوں کیا گیا ؟

اے خون آشام درندوں ، کیا اپنی حرام کی آمدنی میں اضافے کی خاطر خون چوسنے کے لیے تمہیں معصوم بچوں کی نازک گردنیں ہی ملی ہیں ؟ ان لاکھوں بچوں کا کیا قصور ہے جو کسی بھی وجہ سے کسی ' الحاق یافتہ ' اسکول میں داخلہ نہ لے پائیں گے لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ (بقول تمہارے) کسی '' ناجائز اور غیرقانونی '' اسکول میں سائینس گروپ کے ہونہار طالب علم ہوں اور مستقبل کے بہترین سائینس دان ، ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتے ہوں ؟ لیکن افسوس صد افسوس! تمہاری سو فیصد ذاتی مفادات اور گروہی اغراض پر مشتمل کمینگی سے بھرپور اس حرکت اور ناجائز پابندی کی بناء پر وہ کامیاب زندگی گزارنے اور معاشرے کے مفید ارکان بننے سے محروم رہ جائیں گے۔ ایسے فیصلے کرنے والے اور اس میں شریک اے بدکردار اور بدنیت لوگو ، آج کے بعد تم جب بھی آئینے میں اپنی شکل دیکھو تو اپنی شکل ویسی مت دیکھنا جیسی بظاہر نظر آرہی ہے بلکہ تصور کرنا کہ گویا کوئی خون آشام بھیڑیا ہے جس کے دانت کھلے ہوئے ہیں اور ان سے کسی معصوم انسانی بچے کا لہو ٹپک رہا ہے۔ تمہیں ایسا تصور کرنا ہی ہوگا کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ معصوم بچوں کا حق تلف کرنے والوں کی شکلیں قیامت کے دن ایسی ہی ہوں گی۔

سمجھ میں نہیں آتا ایسے گھٹیا خصلت ، اپنی قومی زبان کے حوالے سے احساس کمتری کے مارے ہوئے ، اخلاق باختہ، بےشرم اور بے غیرت لوگ کہاں سے پیدا ہوگئے ہیں جو بڑے اور بااختیار ہوکر تیرہ چودہ سالہ اپنے ہی معصوم بچوں اور بچیوں کے لیے او لیول کی درسی کتابوں میں انتہائی فحش مواد شامل کرواتے ہیں (دیکھیے درسی کتاب ' پاکستانی کہانیاں ) اور مذکورہ بالا تعلیمی پابندی لگانے جیسے فیصلوں کی صورت میں صرف اور صرف ذاتی اور گروہی بدمعاشانہ مفادات کا ہی تحفظ کرتے ہیں یوں معصوم بچوں کے حقوق کا خون پینے سے بھی گریز نہیں کرتے ؟

خدارہ اس ملک کے معصوم بچوں پر رحم کھاؤ ! .... کوئی ہے جو ان ظالموں کو روکے؟ .... کوئی ہے جو قانون اور آئین کی دھجیاں اڑانے والے ان خونخوار بھیڑیوں کے دانتوں سے ہمارے بچوں کی گردنیں اور اس ملک کا مستقبل بچالے؟

اے مظلوم ومعصوم بچوں کے بےخبر والدین' اے معزز وکلاء اور ہائیکورٹ وسپریم کورٹ کے قابل صد احترام ججز، اے ارکان پارلیمنٹ ، اے ........................ اے خدا ؟ ..... کوئی ہے ؟؟؟؟؟

**( ایک مظلوم باپ کی پکار جس کے معصوم بچے پر سائنسی تعلیم کے دروازے بند کر دیے گئے )**

# اسکولوں کی درجہ بندی ' ان کی رجسٹریشن اور الحاق کے لیے تجاویز

1 - سرکاری اور پرائیویٹ اسکولوں کی ان میں دستیاب تدریسی سہولیات اور وسائل کے اعتبار سے ان کی درجہ بندی کی جائے ' مثلاً A B, C, D, E, F وغیرہ۔ کسی بھی اسکول میں موجود اور دستیاب سہولتوں اور تعلیمی وسائل کے اعتبار سے اس کے مخصوص درجہ ( category ) کا تعین شفاف اور کمپیوٹرائزڈ طریقہ کار کے مطابق کیا جائے۔

2 - ہر تعلیمی ادارے کو خواہ وہ ایک کچے کمرے پر مشتمل ہو یا عالیشان عمارت پر ، اس کے وجود کی اطلاع فراہم کرنے پر یا اس کا کھوج ملنے پر محکمہ تعلیم سے فوری رجسٹر کرلیا جائے اور مقامی ثانوی تعلیمی بورڈ سے اس کا خود بخود اور فوری الحاق سب سے کم گریڈ کے لیے کر دیا جائے۔ تعلیمی ادارہ بہتر گریڈ کے لیے اپلائی کرے اور ثابت کرے کہ وہ فلاں گریڈ اور اس کے حساب سے فیس وصولنے کا اہل ہے۔ تعلیمی بورڈز کا کام نصاب و امتحانی معاملات کو منضبط کرنا ہے نہ کہ الحاق یا غیر الحاق یافتہ کے چکروں میں طالب علموں کو ڈالنا اور ان کی تعلیم پر پابندیاں لگانا ۔( یاد رہے کہ کوئی تعلیمی ادارہ کہیں بھی اور کبھی بھی '' غیر قانونی اور غیر اخلاقی '' نہیں ہوسکتا )

3 - ہر درجہ کے لیے اسکول فیس کی زیادہ سے زیادہ حد کا تعین کر دیا جائے۔ اب یہ والدین کی استطاعت اور مرضی پر منحصر ہو کہ وہ اپنے بچے کو کس کیٹیگری کے اسکول میں داخل کرواتے ہیں۔ اس کا اثر اور فائدہ یہ ہوگا کہ ہر اسکول اپنے درجہ کے مطابق مقرر کردہ واجبات ہی وصول کر سکے گا اور یوں اسکولوں کے بے تحاشہ اور بلا جواز واجبات پر کنٹرول ہو جائے گا۔ اس طریقہ کار کے بعد ہر اسکول اپنے ماحول اور تدریسی سہولیات میں بہتری کی جانب توجہ دے گا کیونکہ سکول کے درجہ میں اضافہ کے بعد ہی اس کی فیس میں اضافہ ہو سکے گا۔

4 - کسی بھی اسکول کی دستیاب سہولتوں میں ردوبدل کی صورت میں اور اس کے تعلیمی نتائج کی بنیاد پر اس کا درجہ تبدیل کر دیا جائے۔ درجات کے تعین اور ان میں ردوبدل کا معیار اور اس کی جانچ کے اصول وضوابط اتنے شفاف اور طے شدہ ہوں کہ مختلف معلوم اور فراہم کردہ معلومات کی بناء پر خود بخود اس کے درجے کا تعین ہو جائے اور یہ عمل کسی فرد یا ادارے کی صوابدید پر نہ چھوڑا جائے۔ اس سارے عمل کو کمپیوٹرائز کیا جاسکتا ہے۔

5 - چونکہ محکمہ تعلیم اور ثانوی تعلیمی بورڈز کی تشکیل کا مقصد صرف اور صرف تعلیمی اداروں کا قیام اور ان کے تدریسی و امتحانی معاملات کی تنظیم ہے اور یہ ادارے ریاستی اخراجات یعنی عوام کے ادا شدہ ٹیکسوں سے چلتے ہیں لہذا کسی مرحلے پر بھی اور کسی بھی درجے کے اسکول کی رجسٹریشن اور الحاق کے لیے کوئی فیس یا محفوظ رقم ہرگز نہ لی جائے اس پالیسی سے ہر سطح پر بدعنوانیوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور پرائیویٹ اسکولوں کے پاس بے تحاشہ فیس وصولنے کا جواز ختم ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ تعلیمی معاملات آفاقی و پیغمبرانہ ہیں اور ان کا تعلق پاکستانی بچوں کے روشن مستقبل اور اس حوالے سے خود پاکستان کی خوشحالی ، امن اور سلامتی سے ہے لہذا کسی مرحلے پر کسی بھی ادارے محکمہ یا ثانوی بورڈ کو اس عمل سے پیسہ کمانے یا پیسہ بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جانی چاہیے۔

6 - ثانوی تعلیمی بورڈ ضلعی سطح پر قائم کیے جائیں جو وفاق اور صوبے کی تعلیمی پالیسیوں اور نصاب کے مطابق ضلعی سطح کے منتخب نمائندوں کی سرپرستی میں کام کریں۔

تعلیم کا فلسفہ مختصر ہے لیکن اس دنیا اور آخرت کے لیے حرف آخر ہے : " **تعلیم برائے آرام و خوشی اور تحفظ جان و مال** " یعنی تعلیم ہی ہے جو انسان کی زندگی کو محفوظ ' خوشگوار اور آسان بناتی ہے۔ کیا اس کے علاوہ بھی عقل اور تعلیم کا کوئی end use ہے؟

یقین واثق ہے تعلیمی اداروں کی منضبطی کا مذکورہ بالا طریقہ کار نا صرف تعلیمی اداروں کی اصلاح کرے گا بلکہ بچوں کی تعلیم اور تربیت میں ایک ایسی مثبت تبدیلی لائے گا جو والدین کی روح کو خوشی اور سکون سے بھر دے گی۔ ارباب اختیار کو بھی سوچنا چاہیے کہ پرانے ، فرسودہ اور مکھی پر مکھی مارنے والے نظام تعلیم کے کھیت میں وہ اب تک جو کچھ بوتے چلے آئے ہیں اس کا کڑوا اور زہریلا پھل عوام کے ساتھ ساتھ انہیں بھی کھانا پڑا ہے لہذا سب کے مفاد میں ہے کہ موجودہ نظام تعلیم کے بے ترتیب اور خاردار جھاڑ جھنکاڑ سے نجات حاصل کرنے کے لیے افکار تازہ اور جدید ترین علوم کے پودوں کے باغات (تعلیمی اداروں) کی نئے سرے سے کانٹ چھانٹ اور آرائش کی جائے۔

ہر محکمہ کے دیانت دار اور محنتی افسران واہلکاران کو راقم اپنا سلام واحترام پیش کرتا ہے۔ عظیم ہیں وہ لوگ جو اپنی ذمہ داریاں احسن طریق سے نبھاتے ہیں۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ با اختیار افراد معاشرتی حقوق کا تحفظ کریں اور انفرادی مفادات کے لیے کوشاں بدنیت اور بدکردار افراد کی کھلی اور بھرپور مخالفت ومزاحمت کریں کہ معاشرتی امن وچین تبھی ممکن ہے جب تمام افراد کا رویہ تمام افراد سے نیک نیت اور منصفانہ ہو۔


مخلص ناصر اقبال انصاری (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

66 گارڈن بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور ۔ فون 0321-4742369


16 جون 2006